

کافاصلہ طے کیا اور اس پہاڑ کے دامن میں پہنچے جو ثور کے نام سے معروف ہے۔ یہ نہایت بلند پُریجع او مشکل چڑھائی والا پہاڑ ہے۔ یہاں پتھر بھی بکثرت ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ آپ نشانِ قدم چھانے کے لیے پنجوں کے بلچل رہے تھے اس لیے آپ ﷺ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ بہر حال وجہ جو بھی رہی ہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہاڑ کے دامن میں پہنچ کر آپ ﷺ کو اٹھایا اور دوڑتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار کے پاس جا پہنچے جو تاریخ میں غارِ ثور کے نام سے معروف ہے۔^{۱۶}

غار میں | غار کے پاس پہنچ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”خدا کے لیے ابھی آپ ﷺ اس میں داخل نہ ہوں۔ پہلے میں داخل ہو کر دیکھ لیتا ہوں، اگر اس میں کوئی چیز ہوئی تو آپ ﷺ کے بجائے مجھے اس سے سابقہ پیش آتے گا۔“ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا۔ ایک جانب چند سوراخ تھے۔ جنہیں اپنا تند پہاڑ کر پنڈکیا لیکن دو سوراخ باقی تھے۔ حضرت ابو بکر نے ان دونوں پر اپنے پاؤں رکھ دیے پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اندر تشریف لا یں۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے ملے بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ جاگ نہ جائیں۔ لیکن ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ٹپک گئے را اور آپ ﷺ کی انکھ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر تھمیں کیا ہوا؟“ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگادیا اور تکلیف جاتی رہی۔^{۱۷}

یہاں دونوں حضرات نے تین راتیں یعنی جمعہ، سینچار اور اتوار کی راتیں چھپ کر گزاریں۔^{۱۸} اس دوران ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحزادے عبد اللہ بھی یہیں رات گزارتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ ہری سو جو بوجھ کے مالک، سخن فہم نوجوان تھے۔ سحر کی تاریکی میں ان دونوں حضرات کی پاس سچے جاتے اور کہ میں قریش کے ماتھیوں صبح کرتے گویا انہوں نے یہیں رات گزاری ہے پھر آپ دونوں کے خلاف سازش کی جو کوئی بات سنتے اُسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب

۱۶۔ رحمۃ للعالمین ۱/۹۵ مختصر السیرۃ لیشیع عبد اللہ ص

۱۷۔ یہاں زین بنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر یہ زہر پھوٹ پڑا ریسی موت کے وقت اس کا اثر پہنچ آیا اور یہی موت کا بسبب بنا۔ دیکھئے مشکوہ ۲/۵۵ باب مناقب ابن یکبر۔

تاریکی گھری ہو جاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے۔

ادھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عاصم بن فہیرہ بکریاں چراتے رہتے اور جب رات کا ایک حصہ گذر جاتا تو بکریاں لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے۔ اس طرح دو نوں حضرات رات کو آسودہ ہو کر دودھ پی لیتے۔ پھر صبح تڑکے سی عاصم بن فہیرہ بکریاں ہانک کر جل دیتے۔ تینوں رات انہوں نے یہی کی بیٹھا (رمذانیہ کے) عاصم بن فہیرہ، حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد انہیں کے نشانات قدم پر بکریاں ہانکتے تھے تاکہ نشانات مست جائیں۔ ۱۶

قریش کی تہک و دو

ادھر قریش کا یہ حال نہ کاہ کہ جب منصوبہ قتل کی رات گذر گئی اور صبح کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں تو ان پر گویا جنون طاری ہو گیا۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر انرا آپ کو گھبیٹ کر خانہ کعبہ تک لے گئے اور ایک گھنڈی زیر حراست رکھا کر ملکن ہے ان دونوں کی خبر لگ جلتے ہیں لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ حاصل نہ ہو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور دروازہ کھلکھلایا۔ حضرت اسماء رشت ابی بکر برآمد ہوئیں۔ ان سے پوچھا تھا اسے اب تک کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا، بخدا مجھے معلوم نہیں کہیرے اب تک کہاں ہیں۔ اس پر بعثت غیث ابو جہل نے ہاتھ اٹھا کر ان کے رخسار پر اس زور کا تھپٹہ طمارا کر ان کے کان کی باال گزگزی۔ ۱۷

اس کے بعد قریش نے ایک ہنگامی اجلاس کر کے یہ طے کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے تمام عملیہ وسائل کام میں لائے جائیں؛ چنانچہ کئے سے نکلنے والے تمام راستوں پر خواہ وہ کسی بھی سمت جا رہا ہو نہایت کٹا سلحہ پھرہ بٹھا دیا گیا۔ اسی طرح یہ اعلان عام بھی کیا گیا کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بکریاں میں سے کسی ایک کو نہیں یا مردہ حاضر کرے گا اسے ہر ایک کے بد لے سو اونٹوں کا گر انقدر انعام دیا جاتے گا۔ ۱۸ اس اعلان کے نتیجے میں سورا اور پیادے اور نشانات قدم کے ماہر ہو جی ہنایت سرگزی سے تلاش میں لگ گئے اور پہاڑوں، وادیوں اور نشیب و فرازیں ہر طرف بکھر گئے؛ لیکن نتیجہ اور حاصل کچھ نہ رہا۔

تلاش کرنے والے غار کے دہانے تک بھی پہنچ لیکن اللہ اپنے کام پر غالب ہے چنانچہ صلح بخاری

۱۶) فتح ابیاری ۲۲۶/۲) ۱۵۵۲، ۱۵۵۳/۲) ۱/۱۵۵۲، ۱۵۵۳) ۱۶) ابن ہشام

۱۷) رحمۃ للعالمین ۹۹/۱) ۱۵۵۲/۱) ۱۵۵۳/۲) ۱۶) صبح بخاری ۱/۱۵۵۲

میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نبی ﷺ کے ساتھ غار میں تھا سراٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے پاؤں نظر آ رہے ہیں۔ میں نے کہا، اے اللہ کے بنی! اگر ان میں سے کوئی شخص محض اپنی نگاہ نیچی کر دے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر! خاموش رہو رہم) دو ہیں جن کا تیرا اللہ ہے۔" ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "ما حذثکَ يَا أبا بکر! يَا شَهِيْنَ اللَّهُ شَاهِيْمًا۔ ابو بکر! ایسے دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، جن کا تیرا اللہ ہے۔"۱۹

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک مجرہ۔ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مشرف فرمایا چنانچہ تلاش کرنے والے اس وقت واپس چلے گئے جب آپ کے درمیان اور ان کے درمیان چند قدم سے زیادہ فاصلہ باقی نہ رہ گیا تھا۔

مدینہ کی راہ میں جب بستجوں کی گئی تلاش کی تہائی و دور کی گئی اور تین روز کی مسل اور بے نتیجہ دوڑ دھوپ کے بعد قریش کے چوکش و جذبات سرو پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے لیے نکلنے کا عزم فرمایا۔ بعد اللہ بن اریقط کنشی سے، جو صحرائی اور بیانی راستوں کا ماہر تھا، پہلے ہی اجرت پر مدینہ پہنچانے کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ یہ شخص ابھی قریش ہی کے دین پر تھا لیکن قابلِ اطمینان تھا اس لیے سواریاں اس کے حوالے کردی گئی تھیں اور طے ہو گئے تھا کہ تین راتیں گذر جانے کے بعد وہ دونوں سواریاں لے کر غار ثور رہنے پڑے گا۔ چنانچہ جب دو شنبہ کی رات آئی جو بیحی الاقل اللہ کی چاند رات تھی (مطابق ۱۷ ستمبر ۶۲۲ء) تو عبد اللہ بن اریقط سواریاں لے کر آگیا اور اسی موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں افضل تین اونٹیں پیش کرتے ہوئے گزارش کی کہ آپ یہی ان دو سواریوں میں سے ایک قبول فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیمتہ لول گا۔"

ادھراً سماں بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بھی زاد سفرے کے آئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگا۔ بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور حضرت اسما نے تو شہزادگانہ چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں

۱۹ ایضاً ۱/۵۱۶، ۵۵۸۔ یہاں یہ لکھتے ہیں یا درکھا چاہیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اضطراب اپنی جان کے خوف سے نہ تھا بلکہ اس کا واحد سبب وہی تھا جو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب قیافہ شاسوں کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ پر آپ کاغذ فزوں ترہو گی اور آپ نے کہا، کہ اگر میں مارا گیا تو میں محض ایک آدمی ہوں لیکن اگر آپ قتل کر دیے گئے تو پوری امتت ہی غارت ہو جائے گی۔ اور اسی موقع پر ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ غنم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دیکھنے مختصر البرہة لیشیع عبد اللہ ص ۱۶۸

ہے۔ انہوں نے اپنا پٹکا رکر بند کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک میں تو شکا دیا اور دوسرا کھین باندھ لیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ذات القطا قین پڑ گیا۔^{ن۷}

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا۔ عامر بن فہیم رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ رہنمہ عبد اللہ بن اریقیط نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔

غار سے روانہ ہو کر اس نے سب سے پہلے میں کے رُخ پر چلا کیا اور جنوب کی سمت غوب دوڑنک سے گیا پھر تھوڑم کی طرف مردا اور ساحل سمندر کا رخ کیا؛ پھر ایک ایسے راستے پر پہنچ کر جس سے عام لوگ واقف نہ تھے شمال کی طرف فروگیا۔ یہ راستہ مالِ بھر احمد کے قریب ہی تھا اور اس پر شاذ و نادر ہی کوئی چلتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس راستے میں جن مقامات سے گذرے ابِ اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رہنمہ آپ دونوں کو ساتھ لے کر نکلا تو زیرین مکہ سے لے چلا پھر ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا زیرین عُسفان سے راستہ کاملاً پھر زیرین انج سے گذرتا ہوا آگے بڑھا، اور قدید پار کرنے کے بعد پھر راستہ کاملاً اور وہیں سے آگے بڑھتا ہوا خار سے گزرا، پھر ثیثۃ المرة سے، پھر لفٹ سے پھر یا ان لفٹ سے گزرا، پھر مجاہ کے بیان میں پہنچا۔ اور وہاں سے ہو کر پھر محلہ کے موڑ سے گزرا پھر زاد الغضوریں کے موڑ کے نشیب میں چلا پھر ذی کشر کی وادی میں داخل ہوا پھر حدیب کا رخ کیا پھر اجرد پہنچا اور اس کے بعد یا میں تھیں کے اطراف کی وادی ذولم سے گزرا۔ وہاں سعیابید اور اسکے بعد فاجہ کا رخ کیا پھر عرج میں اترا پھر کویہ کے دہانے ہاتھ ثیثۃ العاشر میں چلا بیان تک کر کے وادی رتم میں اترا اور اسکے بعد قبار پہنچ گیا۔^{ل۸}

آئیے! اب راستے کے چند واقعات بھی سنتے چلیں۔

۱۔ صیح بخاری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم لوگ رغار سے نکل کر راست بھرا اور دن میں دوپہر تک چلتے رہے۔ جب ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا راستے خالی ہو گیا اور کوئی گزر نے والا نہ رہا تو ہمیں ایک لمبی چنان دکھاتی دی جس کے ساتے پر دھوپ نہیں آئی تھی۔ ہم وہیں اٹر پڑے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے نبی ﷺ کے سونے کے لیے ایک جگہ رابر کی اور اس پر ایک پوتین بچا کر گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ سوچا ہیں اور میں آپ کے گرد و پیش کی دیکھ بھال کئے لیتا ہوں۔ آپ ﷺ سوچے اور میں آپ کے گرد و پیش کی دیکھ بھال کے لیے نکلا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چڑا

اپنی بکریاں یہے چٹان کی جانب چلا آ رہا ہے۔ وہ بھی اس پڑھان سے وہی چاہتا تھا جو تم نے چاہا تھا۔ میں نے اس سے کہا، اے جوان تم کس کے آدمی ہو؟ اس نے کہہ یا مدینہ کے کسی آدمی کا ذکر کیا۔ میں نے کہا، تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ بھے؟ اس نے کہا، ہاں۔ میں نے کہا دوہ سلتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں! اور ایک بکری پکڑی۔ میں نے کہا ذرا تھن کو مٹی، بال اور تنکے وغیرہ سے صاف کرو۔ پھر اس نے ایک کاب میں تھوڑا سا دودھ دو ہاں اور یہرے پاس ایک چرمی لوٹا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے پینے اور خضور کرنے کے لیے رکھ لیا تھا۔ میں بنی ﷺ کے پاس آیا۔ یہ کوئی گوارا نہ ہوا کہ آپ کو بیدار کر دیں۔ چنانچہ جب آپ بیدار ہوتے تو میں آپ کے پاس آیا اور دودھ پر بانی اندر لایا ہاں تک کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، اپنی یعنی آپ نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا، کیوں نہیں؟ اس کے بعد ہم لوگ چل پڑے۔ ۲

۲- اس سفر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ نبی ﷺ کے ردیف رہا کرتے تھے یعنی سواری پر حضور کے یہ پچھے بیٹھا کرتے تھے، چونکہ ان پر بڑھا پے کے آثار نمایاں تھے اس لیے لوگوں کی توجہ انہیں کی طرف جاتی تھی۔ نبی ﷺ پر ابھی جوانی کے آثار غالب تھے اس لیے آپ کی طرف توجہ کم جاتی تھی۔ اس کا نقیب یہ تھا کہ کسی آدمی سے سابق پڑتا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا کہ یہ آپ کے آگے کون سا آدمی ہے؟ رحمتہ اللہ علیہ اس کا بڑا الطیف جواب دیتے فرماتے: ”یہ آدمی مجھے راستہ تھا ہے“، اس سے سمجھنے والا سمجھتا کہ وہ یہی راستہ مراد لے رہے ہیں حالانکہ وہ بیشتر کار استہ مراد لیتے تھے۔ ۳

۳- اسی سفر میں آپ ﷺ کا گذر اُمّۃ مَعْبُدِ خَدَا عَيَّبَیَہ کے نیچے سے ہو گا۔ یہ ایک نمایاں اور توان خالتوں تھیں۔ ہاتھوں میں گھٹنے ڈالے نیچے کے صحن میں بیٹھی رہتیں اور آنے جانے والے کو کھلانی پڑاتی رہتیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ پاس میں کچھ ہے؟ بولیں: ”بندہ ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ لوگوں کی میزبانی میں شُگل نہ ہوتی، بکریاں بھی دُور دراز ہیں۔“ یہ تقطیع کا زمانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ نیچے کے ایک گوشے میں ایک بکری ہے۔ فرمایا، ”اُمّۃ مَعْبُدِ خَدَا عَيَّبَیَہ کیسی بکری ہے؟“ بولیں: ”اے کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے چھوڑ رکھا ہے۔“ آپ ﷺ نے

دریافت کیا کہ اس میں کچھ دودھ ہے؟ بولیں: "وہ اس سے کہیں زیادہ کرو رہے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اجازت ہے کہ اسے دوہ لوں؟" بولیں: "لہاں میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اگر کہیں اس میں دودھ کھائی دے رہا ہے تو ضرور دوہ لو۔" اس گفتگو کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس بھروسی کے تھن پر ماٹھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا اور دعا کی۔ یکری نے پاؤں پھیلا دئے۔ تھن میں بھروسہ دودھ اڑ آیا۔ آپ نے اُمّ معبد کا ایک بڑا سارتن لیا جو ایک جماعت کو اسودہ کر سکتا تھا اور اس میں اتنا دوہ کر جھاگ اور پر آگیا۔ بھروسہ معبد کو پلایا۔ وہی کرشمہ سیر گئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ وہ بھی شکم سیر ہو گئے تو خود پیا۔ پھر اسی برلن میں دوبارہ اتنا دودھ دوہا کہ برلن بھر گیا اور اسے اُمّ معبد کے پاس چھوڑ کر آگے چل پڑے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ان کے شوہرا ابو معبد اپنی کمرہ درکریوں کو جو دبیلے پن کی وجہ سے میں چال چل رہی تھیں، ہانگتے ہوئے آپ پہنچے۔ دودھ دیکھا توحیرت میں پڑ گئے۔ پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ جبکہ بکریاں دوڑ دڑا تھیں اور گھر میں دودھ دینے والی یکری ن تھی بولیں: "بخدا کوئی بات نہیں علیئے اس کے کہہمارے پاس سے ایک بارکت آدمی گذرا جس کی الیسی اور ایسی بات تھی اور یہ اور یہ حال تھا۔ ابو معبد نے کہا یہ تو وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے جسے قریش تلاش کر رہے ہیں۔ اچھا ذرا اس کی کیفیت توبیان کرو۔ اس پر اُمّ معبد نے نہایت دلکش انداز سے آپ ﷺ کے اوصاف و کلات کا ایسا نقشہ کھینچا کہ گویا سننے والا آپ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ اوصاف درج کئے جائیں گے۔ یہ اوصاف سن کر ابو معبد نے کہا: "واللہ یہ تو وہی صاحب قریش ہے جس کے بارے میں لوگوں نے قسم قسم کی باتیں بیان کی ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ ﷺ کی رفاقت اختیار کروں اور کوئی راستہ لا تو ایسا ضرور کروں گا۔"

ادھر کئے میں ایک آواز ابھری جسے لوگ سن رہے تھے مگر اس کا بولنے والا دکھائی نہیں پڑ رہا تھا۔ آواز یہ تھی۔

جزی اللہ رب العرش خیر جزاءه	رفیقین حلا خیمتی ام معبد
ہما نزلابالسر وارتھلا به	و افلح من امسی رفیق محمد
فیا لقصی مازوی اللہ عنکم	بہ من فعال لایجازی وسُود
لیهن بنی کعب مکان فتاتهم	و مقعدہا للمؤمنین بمرصد
سلوا اختمک عن شأتهما و انانہا	فانکم ان تسألووا الشاة تشهد

”اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ أَنَّ دُورَفِيقْتُوْنَ كُوْبِهِتْرِيْنَ جَزَادَسَے جَوْأَمْ مَعْدَكَ سَخِيْمَيْ مِنْ نَازِلٍ ہُوَتَ - ذَهَبَ دُونُوْسْ نِيْزِرَكَ سَاتِحَهُ أُتْرَتَسَے اُورِنِيْزِرَكَ سَاتِحَهُ رَوَانَهُ ہُوَتَ - اُورِجَوْ مُحَمَّدَ ﷺ كَارِفِيْنَ ہُوَا وَهُ كَائِنَا ہُوَا - هَاسَتَ قُصْبَى! الْثَّدَنَسَ كَسَكَتَنَهُ بَلَغِيْرَكَارَنَسَے اُورِسَرَدَارِيَاْنَ تَمَ سَسِيْتَ لِيْسَ - بَنُوكَبَ كَوَانَ كَيْ خَاتُونَ كَيْ قِيَامَ گَاهَ اُورِمُونْتِينَ كَلَنْجَهَدا شَتَ كَا پَرَثَا وَمَبَارِكَ، ہُو - تَمَ اَپَنِي خَاتُونَ سَے اَسَ كَيْ بَكْرِي اُورِ بَرْتَنَ كَيْ مَتَلْعِنَ پُوچَبُو - تَمَ اَگَرْخَوْدِيْرِي سَے پُوچَبُو گَے توَدَهُ بَهِي شَهَادَتَ دَسَے گَيْ؟“

حضرت اسْمَاء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَبِيْتِيْ ہُيْسَ، مِنْ مَعْلُومَنَهُ تَحَاكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَهَ كَهْرَكَارُخَ فَرَمَايَا ہَيْسَ كَهْ اِيكَ جَنَ زِيرِيْلَ مَكَمَنَسَے يَهِ اِشْعَارُ چَهَا ہُوَا آيَا - لوْگَ اَسَ كَيْ چَهِيْچَهِيْ چَهِيْچَهِيْ جَلَ رَهَسَتَ تَحَهَ، اَسَ كَيْ آوَازِسَنَ رَهَسَتَ تَحَهَ لِيْكَنَ خَوَادَسَے نَهِيْسَ دِيْكَهَرَهَسَتَ تَحَهَ، يَهَاں تَكَرَكَوْدَهَ بَالَّا تَمَنَهَسَتَ نَحْلَ گَيَا وَهُ كَبِيْتِيْ ہُيْسَ كَهْ جَبَ ہَمَنَسَتَ اَسَ كَيْ بَاتَسَنَتَ تَوَهِيْسَ مَعْلُومَهُوَا كَهْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَهَ كَهْرَكَارُخَ فَرَمَايَا ہَيْسَ - عَيْنِي اَپَ ﷺ كَهْرَكَارُخَ مدِيْنَهُ كَيْ جَانَبَ ہَيْسَ - ۲۷۸

ہَمَ - رَاسَتَهُ مِنْ سُرَاقَهُ بَنَ مَالَكَ نَهَ تَعَاقِبَ كَيَا اُورَ اَسَ دَلَقَهُ كَوْخَوْدُ سُرَاقَهُ نَهَ بَيَانَ كَيْلَهَسَتَ - وَهُ كَبِيْتِيْ ہُيْسَ: ”مِنْ اَپَنِي قَوْمَ بَنِي مَذَدِلَجَهَ كَيْ اِيكَ مُجَلِسَ مِنْ بِلَطِيَا تَحَاكَرَ اَتَنَسَتَ مِنْ اِيكَ آدَمِيْ اَكَرْ بَهَارَسَے پَاسَ كَهْرَهَا ہُوَا اُورَہَمَ بِلَطِيَا تَحَهَ - اَسَ نَهَ کَهَا“ اَسَهُ سُرَاقَهُ بَنَ مِنْ نَهَ اَبْحَيِ سَاحِلَسَے پَاسَ چَنْدَافَرَدَ دِيْكَهَ ہُيْسَ -

مِيرَا خِيَالَسَهَسَتَ كَيْ یَهِ مُحَمَّدَ ﷺ اُورَانَ كَيْ سَاتِحِيْ ہُيْسَ - سُرَاقَهُ كَبِيْتِيْ ہُيْسَ كَهْ مِنْ سَجَحِيْگَيَا یَهِ وَهِيْ لوْگَ ہُيْسَ، لِيْكَنَ مِنْ نَهَ اَدَمِيْ سَے کَهَا کَيْ یَهِ وَهُ لوْگَ نَهِيْسَ ہُيْسَ بلَكَهَ تَمَ نَهَ فَلَالَ اُورَ فَلَالَ كَوْدِيْکَهَسَتَ جَوَہَمَارِيْ اَنْجَهَوَنَسَهَسَتَ کَسَانَتَهُ لَغَزَرَگَتَهُ ہُيْسَ - پِھَرِيْسَ مُجَلِسَ مِنْ بِلَطِيَا تَكَهْ شَهَرَهَا - اَسَ كَيْ بَعْدَ اَطَهَرَ كَرَ اَنْدَرِيْگَيَا اُورِ اَپَنِي لَوْنَدِيْ كَوْحَلَمَ دِيَاَكَهَ وَهُ مِيرَا گَهُوْرَانَکَاهَسَتَ اُورِ ٹِيْلَهَسَتَ كَيْ چَهِيْرَهَ رَوَكَ كَمِيرَا اَنْظَارَكَاهَ - اَدَهَرَ مِنْ نَهَ اَپَنَا نِيزَهَ یَلَا اُورِ گَھَرَسَتَ چَھَوَارَٹَسَے سَے بَانِہرَنَکَلا - لَاَنْجَيِيْ كَا اِيكَ سَرَازِمَنَسَتَ پِرَگَھِيْسَتَ رَهَا تَحَاوَدَ دَوَسَرَا اُورِ پَرِيْ سَرَانِيْسَخَهَسَتَ كَرَكَهَا تَحَاوَدَ - اَسَ طَرَحَ مِنْ اَپَنِي گَھُوْرَسَے کَسَهَ پَهْنَچَا اُورَ اَسَ پِرَسَارَہَوَگَيَا - مِنْ نَهَ دِيْكَهَا کَهَ وَهُ حَسَبَ مَعْوَلَ بَجَھَلَسَتَ كَرَ دَوَرَهَا ہَيْسَ - يَهَاں تَكَرَ کَمِيْسَ الَّيْسَنَسَتَ اَنَّ کَيْ قَرِيبَ آگَيَا - اَسَ كَيْ یَعْدَ گَھُوْرَا مَجَھَ سَمِيْتَ بَجَھَلَادَمَيْسَ اَسَ سَے گَرِيْگَا - مِنْ نَهَ اَنْجَهَ كَرَ تَرَشَسَ كَيْ طَرفَ مَاتَهَ بَلَطِيَا اُورِ پَانَسَتَهَسَتَ تَيْزِنَکَالَ كَرِيْهَ جَانَا چَا ہَا کَمِيْسَ انْهِيْسَ ضَرَرَ بَهْنَچَا سَكُونَ گَایَا نَهِيْسَ توَدَهُ تَيْزِنَکَالَ جَمَجَھَنَزَا پَسِنَدَتَهَا، لِيْكَنَ

۲۷۸ زَادُ الْمَعَادِ ۲/۳۵، ۵ - بَنُوكَهَرَهَسَتَ اَبَا دَمِيْسَ كَمَعْلِيْلَ وَقَوْعَ كَمَدِنَظَرَهَسَتَ بَهَرَتَهَسَتَ اَغْلَبَ یَهَسَتَ كَرَ يَهَ دَقَوْ غَارَسَے روَانِگَيَسَتَهَسَتَ بَعْدَ دَوَسَرَهَسَتَ دَنَ پِيشَسَ آيَا ہَوَگَا -

میں نے تیر کی نافرمانی کی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے لے کر دوڑنے لگا یہاں تک کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی قراۃت سن رہا تھا۔ اور آپ التفات نہیں فرماتے تھے ہجکہ ابو بکر بار بار مردگر دیکھتے تھے۔ تو میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں ڈھنس گئے یہاں تک کہ گھٹنوں تک جا پہنچے اور میں اس سے گر گیا پھر میں نے اسے ڈانٹا تو اس نے اٹھنا چاہا لیکن وہ اپنے پاؤں مشکل نکال سکا۔ بہر حال جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں کے نشان سے آسمان کی طرف ہوئی جیسا خبار اڑاڑ رہا تھا میں نے پھر پرانے کے تیر سے قسمت معلوم کی اور پھر وہی تیر نکلا جیسے ناپزند تھا۔ اس کے بعد میں نے امام کے ساتھ انہیں پکارا تو وہ لوگ بھر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا جس وقت میں ان سے روک دیا گیا تھا اسی وقت میرے دل میں یہ بات بلطفِ الٰہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ غالب آگرہے گا، چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ ﷺ کے بدے دیت (کا انعام) رکھا ہے اور ساتھ ہی میں نے لوگوں کے عذام میں آپ ﷺ کو آگاہ کیا اور تو شہزاد سامان کی بھی پیش کش کی مگر انہوں نے میرا کوئی سامان نہیں لیا اور نہ مجھ سے کوئی سوال کیا۔ صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق رازداری یہ تھا۔ میں نے آپ سے گزارش کی کہ آپ مجھے پرواہ اُن لکھ دیں۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہرہ کو حکم دیا اور انہوں نے چڑھتے کے ایک لکھ پر لکھ کر میرے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ ۲۵

اس واقعہ سے متعلق خود ایک بڑی رضی اللہ عنہ کی بھی ایک روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ روانہ ہوتے تو قوم ہماری تلاش میں تھی مگر سُرّاق بن مالک بن جعشن کے سوا، جو اپنے گھوڑے پر آیا تھا، اور کوئی ہمیں نہ پاس کا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ سچا کرنے والا ہمیں آئیں چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا
لَا تَحْزُنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

”غُمَّ نَذِرُوكُو اللَّهُ ہمارے ساتھ ہے۔“ ۲۶

بہر حال سُرّاق تلو اس پر ہوا تو دیکھا کہ لوگ تلاش میں سرگردان ہیں۔ کہنے لگا ادھر کی کھوج خبرے

۲۵۔ صحیح بخاری ۱/۵۵۲۔ بنی ہذلہ کا دطن رابع کے قریب تھا اور رُرُفَّۃ نے اس وقت آپ کا سچا کیا تھا جب آپ قدری سے اوپر جا رہے تھے رزاد المعاو (۵۳/۲) اسیلے اغلب یہ ہے کہ غار سے رواہی کے بعد تیری سے دل تھا قب کا یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

۲۶۔ صحیح بخاری ۱/۵۱۶۔ رُرُفَّۃ زاد المعاو (۵۳/۲)

چکا ہوں۔ یہاں تھا راجو کام نخواہ کیا جا چکا ہے۔ راس طرح لوگوں کو واپس لے گیا، یعنی دن کے شروع میں تو پڑھا اکر رہا تھا اور آخر میں پاس بان بن گیا۔ ۲۷

۵۔ راستے میں نبی ﷺ کو بڑیہ آئکی ملے، یہ اپنی قوم کے سردار تھے اور فرشتے نے جس زبردست انعام کا اعلان کر رکھا تھا اسی کے لائیج میں نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تھے؛ لیکن جب رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہوا اور بات چیت ہوئی تو نقد دل دے بلیٹھے اور اپنی قوم کے شراؤدمیوں سیست و ہیں مسلمان ہو گئے۔ پھر اپنی پگڑی اتار کر نیزہ سے باندھ ل جس کا سفید پھر ریا ہوا میں لہرتا اور بشارت سننا تھا کہ امن کا بادشاہ، صلح کا حامی، دُنیا کو عدالت و انصاف سے بھر پور کرتے والا تشریف لازما ہے۔ ۲۸

۶۔ راستے میں نبی ﷺ کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ملے۔ مسلمانوں کے ایک تجارت پیشہ گروہ کے ساتھ ملک شام سے واپس آ رہے تھے۔ حضرت زبیر نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید پارچہ جات پیش کئے۔ ۲۹

قبا میں تشریف آوری | دشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ نبوت یعنی سنه بھری مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء کو رسول اللہ ﷺ قباریں دار ہوئے ہیں
حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مسلمانین مدینہ نے مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر سن لی تھی اس لیے لوگ روزانہ صبح ہی صبح حڑہ کی طرف نکل جاتے اور آپ کی راہ تک نہ رہتے۔ جب دوپہر کو ہوپ سخت ہو جاتی تو واپس چلتے آتے۔ ایک روز طویل انتظار کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو پہنچ چکے تھے کہ ایک یہودی اپنے کسی ٹیکے پر کچھ دیکھنے کے لیے پڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفقاء سفید کپڑوں میں مبوس۔ جس سے چاندنی چھٹک رہی تھی۔ تشریف لارہے ہیں۔ اس نے بخوبی کرنہایت بلند آواز سے کہا: ”عرب کے لوگو! یہ رہا تھا رانصیب جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔“ یہ سنتے ہی مسلمان تھیاروں کی طرف دوڑ رہا۔

۲۷ رحمۃ للعالمین ۱/۱۰۰۔ اس دن نبی ﷺ کی عبیریکی کی بیشی کے طبیک ترپن سال ہوئی تھی اور جو لوگ آپ کی نبوت کا آغاز ۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ عالمیل سے مانتے ہیں انکے قول کے مطابق آپ کی نبوت پڑھیکی تیرہ سال پولے ہوئے تھے۔ البتہ جو لوگ آپ کی نبوت کا آغاز رمضان ۱۴۰۸ھ میل سے مانتے ہیں ان کے قول کے مطابق بارہ سال پانچ ہمینہ اٹھاڑ دن یا پانیں دن ہوئے تھے۔